پتہ :- انجمن خادم المسلمین - بیرون لوہاری دروازہ - لاہور

یہ کتاب ہندوستان بالخصوص پنجاب کے مسلمانوں کی اقتصادی زبوں حالی پر ایک مبسوط تبصرہ ہے - مولف نے پہلے اقتصادیات عالم پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ آج ہر ملک اور قوم کی قدر و عظمت اسکی اقتصادی حالت سے متعین ہوتی ہے - مسلمان اس میدان میں سب سے پیچھے ہیں اس لیے سب کا تختۂ مشق ہیں - انکے اندر تقدیر، توکل اور صبر کے من گھڑت اور غیر اسلامی تصورات اس طرح جم گئے ہیں کہ اپنی ذلت اور کس مپرسی کا احساس بھی اب ان سے فنا ہو رہا ہے حالانکہ جملہ مذاہب میں صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے، جو دنیا کو دار العمل اور مزرعۃ الآخرہ قرار دیتا ہے اور اس کی تعلیمات سراسر کسب و مجاہدہ پر ابھارتی ہیں - اسی سلسلہ میں یہ بھی بتایا ہے کہ صبر و توکل اور تقدیر کی اصل حقیقت کیا ہے، اسکے بعد مولف نے مسلمانوں کے اندر احساس خودی اور اعتماد علی النفس پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، قوم کے اندر بددلی پھیلانے والے مرثیہ خوانوں کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے، اور مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اٹھیں، زمانہ کا ساتھ دیں، موجودہ نظام معاشی و معاشرتی کو اپنے اندر جذب کریں، تجارت، زراعت اور صنعت کے سرچشموں پر قابض ہو کر اپنی زندگی کا سامان فراہم کریں -

یہاں پہنچ کر مولف سیدھے چلتے چلتے یکایک بھٹک گئے ہیں - اُن کا قومی درد قابلِ احترام اور نیت قابلِ صد احترام، لیکن افسوس ہے کہ اپنی بحث کے اس مرحلہ پر پہنچ کر انکا قلم اپنا نہیں رہ گیا، بلکہ مغربی جادو کے اشارہ پر بے اختیار ہو گیا ہے - وہ بالکل بھول گئے کہ کچھ ہمارے بھی نظریات زندگی ہیں، فکر و شعور اسلامی بھی کوئی چیز ہے، اسلام نے بھی کوئی معاشی اور معاشرتی نظام ہمیں دیا ہے -

بینک کے سود کو آپ قوم کی سرسبزی اور خوشحالی کا ذریعہ قرار دیکر مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ

اگرچہ سود حرام ہے لیکن "دار الحرب" ہند میں جائز ہے۔ نیز بینک کے سود میں تو کوئی حرمت ہی نہیں۔ وہ مفید ہے، ضروری ہے، اسکا سسٹم سرتاپا رحمت ہے، اس لیے مسلمانوں کو بینک اور کوآپریٹیو سوسائٹیز سے بیش از بیش فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اپنے اس خیال کو اسلامی رنگ دینے میں انہوں نے بہت زورِ قلم صرف کیا ہے اور عجیب عجیب تاویلیں کی ہیں۔ پہلے تو آپ قرضہ کی دو قسمیں کرتے ہیں، "مفید اور غیر مفید"، پھر مفید قرضہ کے حدود میں بینکنگ سسٹم اور تجارتی سود کو داخل کرتے ہیں، پھر فرماتے ہیں کہ آیۃ "ومن یقرض اللہ قرضا حسنا" میں "قرض حسن" سے یہی "مفید قرض" مراد ہے، جس پر ہلکی شرح سود لگائی گئی ہو، اور اسکے سراسر رحمت ہونے میں کیا شبہ! دوسری دلیل یہ ہے کہ ربوٰ انسان کے نفس میں جن رذائل کو پیدا کرتا ہے اور جو اسکی حرمت کا باعث ہیں وہ رذائل اس سود سے بالکل نہیں پیدا ہوتے، اخلاق پر اسکی کوئی زد نہیں پڑتی۔ تیسری بات یہ ہے کہ اب اسکے بغیر کوئی چارۂ کار بھی نہیں ہے، اور "اضطرار" حرمت کو بھی حلت سے بدل دیتا ہے۔ آخری سہارا جس پر قدرۃً آپ کو سب سے زیادہ اعتماد ہے چند علما اور بعض مذہبی انجمنوں کا فتویٰ ہے۔

اس مسئلہ پر "ترجمان القرآن" کے گذشتہ اوراق میں کافی لکھا جاچکا ہے اور آئندہ بھی انشاءاللہ لکھا جائیگا۔ سرِدست مسلم صاحب سے ہم صرف اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ دینی تصورات اور اسلامی نظریات پر پوری بصیرت کیساتھ غور کرنیسے پہلے جو لوگ قوم کی نمائندگی کیلیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں وہ اس پر بڑا ہی ظلم کرتے ہیں۔ آیۃ "قرضا حسنا" سے آپنے جو فائدہ اٹھانا چاہا ہے وہ تحریف معنوی کی نہایت کریہ مثال ہے۔ مسلمانوں کی اجتماعی معصیت کو "حالت اضطرار" قرار دینا اور بینک کے سود کو ربوٰ کی حد سے خارج کرنا روح اسلام سے انتہائی بے خبری اور عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔ اسلام کا حال تو یہ ہے کہ مردے کو گھاس میں لپیٹ کر دفن کردینا پڑتا ہے، مگر آنحضرت صلعم کفن خریدنے کیلیے قرض لینے کی اجازت نہیں دیتے، اور آپ ہیں کہ سودی قرضہ کو رحمت قرار دے رہے ہیں

یا للعجب! رہا دار الحرب تو اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دار الحرب اس لیے نہیں رہا کہ اس سے ہجرت کی جائے یا اسکو دار الاسلام بنانے کی جدوجہد کی جائے، بلکہ صرف اسلیے رہ گیا ہے کہ اس میں قیام کرکے شریعت کی ساری بندشیں اقوالِ فقہاء کا سہارا دے کر توڑ ڈالی جائیں، اور مسلم غیر مسلم بنکر رہنے کیلیے جتنی سہولتوں کی ضرورت ہو وہ سب فراہم کرلی جائیں۔ حیرت ہے اُن پیشوایانِ دین پر جنکے ہاتھوں میں افتا کا قلم ہے یعنی خدا کی دی ہوئی وہ امانت جسکا مقصد ہی حدود اللہ کا قیام تھا، لیکن بُرے وقت کا کرشمہ دیکھیے کہ نگہبان خود ہی نقب لگا کر چوروں کو گھر میں گھس جانے کا اشارہ کر رہا ہے۔ کاش یہ لوگ اپنے اور غیر کے تصورات زندگی میں امتیاز کرتے۔ اسلامی نظامِ حیات عملی حیثیت سے تو متروک و مہجور ہو ہی گیا ہے۔ اب کم از کم اسکو علمی و فکری حیثیت ہی سے زندہ رہنے دیجیے۔ دیو مغرب کو بھینٹ دینے میں آخر کہاں تک فیاضی و دریا دلی سے کام لیا جائیگا۔

معین المنطق تالیف مولوی مفتی محمود حسن صاحب۔ ضخامت ۴۰ صفحات، قیمت ۴ر
ملنے کا پتہ:۔ مولانا محمود حسن صاحب مفتی جامعہ حسینیہ راندیر۔ ضلع سورت۔

عربی کا موجودہ نصاب تعلیم ناقص اور منطق کا طرز تعلیم ناقص تر ہے۔ یہی مصیبت کیا کم تھی کہ ارسطو کے آستانہ سے ہمارا منطقی مذاق سر اٹھانے کیلیے تیار نہیں ہوتا۔ اس پر ستم یہ کہ کورس کی کتابیں اتنی مغلق اور طرز بیان اتنا پیچیدہ اور ناہموار ہے کہ بچوں کا دماغ اس چیستاں میں پھنس کر بالکل ماؤف ہو جاتا ہے۔ فاضل مولف کی یہ کوشش یقیناً قدر کی نگاہوں سے دیکھی جائیگی کہ انہوں نے ان مضامین کو سہل تر اور عام فہم انداز میں ادا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ معین المنطق اسی تخیل کا نقش اول ہے جس میں انہوں نے ایک حد تک عام نقائص کو دور کرنے اور مسائل کو سلجھے ہوئے انداز میں بیان کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ مسائل کو عبارت میں سمجھانے کے بعد نقشوں کے ذریعہ بھی ذہن نشین کرایا گیا ہے۔ گھڑی ہوئی مثالوں کو چھوڑ کر عام گفتگو